بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

صدی کی خبر

آئن سٹائن کو بیسیویں صدی کا عظیم ترین سائنس دان اور محمد علی کلے کو صدی کا سپورٹس مین قرار دیا گیا ہے ابھی دوسرے شعبہ جات میں صدی کی بہترین شخصیات اور اہم ترین واقعات بھی سامنے آئیں گے لیکن ہمارے نزدیک صدی کی سب سے بڑی اور اہم ترین خبر ۲۳ دسمبر ۱۹۹۹ء کو سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ ہے کہ بینک انٹرسٹ ربا ہے اور اسے اللہ رب العزت نے قرآن مجید' فرقان حمید میں حرامِ مطلق قرار دیا ہے۔ یہ ۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء کو منظرعام پر آنے والی خبر سے بھی بڑی خبر ہے اس لئے کہ اس صدی میں اور بہت سی دوسری اقوام نے بھی اپنے غیر ملکی آقاؤں سے آزادی حاصل کی اور اس آزادی کیلئے بڑی جدوجہد کی اور بڑی قربانیاں پیش کیں۔ یہ فیصلہ اگرچہ قرارداد مقاصد کا تسلسل ہے لیکن اس لحاظ سے زیادہ انقلابی ہے کہ آج کی اقتصادی دنیا میں جبکہ سودی معیشت کو ناگزیر اور غیر سودی معاشی نظام کو ناممکن العمل سمجھا جاتا ہے' سود کو حرامِ مطلق قرار دے کر حکومت کو تین ماہ میں غیر سودی معاشی نظام رائج کرنے کیلئے قانون سازی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مشیت ایزدی بعض اوقات عجیب و غریب طریقے سے اپنا راستہ بناتی ہے اور دین کا کام دین کے دشمنوں یا دین سے لاتعلق لوگوں سے بھی لے لیتی ہے۔ ۱۹۸۸ء کے اواخر میں جب محترمہ بے نظیر بھٹو پاکستان میں وزارت عظمیٰ کے منصب پر فائز ہوئیں تو انہیں دینی مزاج کے حامل ہائی کورٹ کے جج جناب جسٹس تنزیل الرحمٰن بہت کھٹکتے تھے لہٰذا انہیں وفاقی شرعی عدالت میں بھیج کر محترمہ نے اپنے تئیں انہیں کھڈے لائن لگا دیا۔ ادھر وفاقی شرعی عدالت کے خالق جناب ضیاء الحق جنہوں نے شرعی عدالت تو قائم کر دی تھی لیکن اس خوف سے کہ کہیں یہ شرعی عدالت پاکستان میں کوئی بنیادی اسلامی تبدیلیاں نہ لے آئے' اپنی بنائی ہوئی شرعی عدالت پر چار نوع کی پابندیاں لگا دیں جن میں سے تین پابندیاں تو غیر معینہ مدت کے لئے تھیں جبکہ معاشی معاملات میں پابندی دس سال کی معینہ مدت کیلئے تھی لہٰذا ۱۹۹۰ء میں مدت پوری ہونے کی وجہ سے یہ پابندی خود بخود ختم ہو گئی۔ نتیجتاً غیر اسلامی معیشت کے خلاف وفاقی شرعی عدالت میں رٹ دائر ہو گئی۔ ۱۹۹۷ء میں جب جناب جسٹس تنزیل الرحمٰن نے بینک انٹرسٹ کو ربا قرار دیتے ہوئے حرام مطلق قرار دینے کا تاریخ ساز فیصلہ دیا تو اس وقت محترمہ بے نظیر بھٹو آٹھویں ترمیم کی زد میں آ چکی تھیں اور اسلامی جمہوری اتحاد کے پلیٹ فارم سے میاں نواز شریف کی اسلام پسند حکومت قائم ہو چکی تھی۔ عام تاثر یہ تھا کہ مذہبی پس منظر رکھنے والے خاندان کا چشم و چراغ میاں نواز شریف اس فیصلہ کے خلاف اپیل نہیں کرے گا اور خود حکومتی حلقے بھی اسی نوعیت کا تاثر دیتے رہے لیکن اپیل دائر کر دی گئی۔ سات سال تک یہ اپیل سپریم کورٹ کے سرد خانے میں پڑی رہی اور بعض دینی تنظیموں کی بھاگ دوڑ کے باوجود اس کی سماعت کی باری نہیں آ رہی تھی جس سے لوگ حکومت کے ساتھ ساتھ عدالت کے بارے میں بھی یہ رائے قائم کرنے لگے تھے کہ وہ اس کیس کا فیصلہ کرنے سے گریز کر رہی ہے۔ الحمدللہ رمضان المبارک کے ماہ مقدس میں اللہ رب العزت نے ہماری عدالت عظمیٰ کے قابل صد احترام جج صاحبان کو یہ توفیق بخشی کہ وہ حق کو حق اور باطل کو باطل قرار دیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ فیصلہ ایک قانونی نکتہ پر محض عدالتی فیصلہ نہیں ہے بلکہ اس عالمی مالیاتی استعمار کے خلاف اعلان بغاوت ہے جس نے تیسری دنیا کے اکثر ممالک کو قرضوں کے شکنجے میں جکڑ کر ان کی سیاسی آزادی بے معنی کر دی ہے۔ اس عالمی مالیاتی استعمار کا سرغنہ یہودی ہے اور بدقسمتی سے اس وقت دنیا کی سپریم پاور امریکہ کی رگ جاں اسی یہود کے قبضہ میں ہے۔ وہ نہ صرف امریکہ کے سیاسی اثر و رسوخ بلکہ جہاں ضرورت محسوس ہو اس کی عسکری قوت کو بھی اپنے مالیاتی جبری قبضے کو قائم کرنے اور مستحکم کرنے کیلئے استعمال کرتا رہتا ہے۔ لہٰذا پاکستان کی عدالت عظمیٰ کا بینک انٹرسٹ کو حرام قرار دینے کا فیصلہ سود خور یہودی ساہوکار کو چیلنج کرنے کی مترادف ہے۔ اس اعتبار سے یہ بہت بڑی اور تباہ کن غلطی ہو گی اگر ہم یہ سمجھیں کہ سود کے خلاف اس فیصلے کو یہودی ٹھنڈے پیٹ برداشت کر لے گا۔ ہم نے یہود کی جڑ پر تیشہ رکھا ہے لہٰذا ہمیں یہ جان لینا چاہئے کہ اس کا ردعمل بڑا شدید ہو گا اور وہ پوری قوت کے ساتھ جوابی حملہ کرے گا۔ یہ بات الگ ہے کہ وہ نعرہ زنی کی بجائے خاموشی سے عملی کارروائی کرے۔ لہٰذا ہمیں یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ سود کے خلاف عدالتی فیصلے سے سب اچھا ہو جائے گا اور پاکستان میں دودھ اور شہد کی نہریں بہنے لگیں گی بلکہ اس فیصلے کے عملی نفاذ کیلئے زبردست ذہنی اور جسمانی جدوجہد کرنا ہو گی اور بڑی سے بڑی قربانی کے لئے تیار رہنا ہو گا۔ حکومت اور عوام بالخصوص دانشوروں' قانونی اور اقتصادی ماہرین کو دن رات ایک کر کے خلوص نیت سے ایک ایسا اقتصادی نظام وضع کرنا ہو گا جو شریعت اور جدید دنیا کے تمام تقاضوں کو خوبصورتی سے سمو لے اور ہم دنیا کو ایک ایسا مثالی اقتصادی نظام قائم کر کے دکھائیں جس میں دولت اور ملکی وسائل صرف امیروں کے درمیان گردش نہ کرتے رہیں بلکہ سب کو مساوی مواقع میسر ہوں۔ ہم حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس فیصلے کو جلد از جلد عملی شکل دے تاکہ دشمنوں کی ریشہ دوانیوں سے بچا جا سکے۔ پھر یہ کہ مکمل اسلامی نظام کے نفاذ میں سب سے بڑی اور اصل رکاوٹ غیر شرعی اقتصادی نظام ہی ہے اگر یہ رکاوٹ دور ہو جائے تو منزل دور نہیں ہے۔

سی ٹی بی ٹی پر دستخط ــــــ معاذ اللہ
سود سے متعلق عدالت عظمیٰ کا فیصلہ ــــــ الحمد للہ

مسجد دارالسلام باغِ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۲۴/ دسمبر ۹۹ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

(مرتب : فرقان دانش خان)

حضرات! ملک میں دو اہم خبریں سامنے آئی ہیں۔ میں نے ایک خبر کے لئے جامع عنوان "الحمد للہ" جبکہ دوسری خبر کے لئے "معاذ اللہ" تجویز کیا ہے۔ پہلی خبر سے میری مراد سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بینچ کا سود سے متعلق فیصلہ ہے جس پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ جبکہ دوسری خبر سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کے لئے موجودہ پاکستانی حکومت کا رضامندی ظاہر کرنا ایسا معاملہ ہے کہ اس پر اللہ کی پناہ طلب کی جانی چاہئے۔

اگرچہ سود کے مسئلے میں عدالت عظمیٰ کا فیصلہ آنے میں غیر معمولی تاخیر ہوئی ہے لیکن "دیر آید درست آید" کے مصداق یہ درست سمت میں ایک صحیح اقدام ہے۔ ابتدائی خبروں کے مطابق حکومت نے اس فیصلے پر نظرثانی کی اپیل دائرنہ کرنے کا عزم بھی ظاہر کیا ہے' لیکن ابھی کچھ کہنا قبل از وقت ہے' کیونکہ نواز شریف حکومت نے بھی ۱۹۹۲ء میں فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف سنائے جانے والے تاریخی فیصلہ پر یہی کہا تھا اور بعد ازاں سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی تھی۔ جس پر عدالت عالیہ نے اب سات برس بعد یہ شاندار فیصلہ سنایا ہے۔

اس موقع پر جنرل ضیاء الحق مرحوم کے لئے بھی دعائے مغفرت کرنا چاہئے کہ انہوں نے شریعت کورٹ قائم کی تھی اور دستور میں وہ میکانزم بنا دیا تھا کہ جس کی بدولت جسٹس تنزیل الرحمٰن نے ۱۹۹۲ء میں سودی نظام کے خاتمہ کے لئے ایسا جامع فیصلہ لکھا تھا کہ کسی عدالت کے لئے اس کے خلاف فیصلہ دینا ممکن ہی نہیں تھا۔ عدالت عظمیٰ کے حالیہ فیصلے میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ عدالت عالیہ نے بینک انٹرسٹ' تجارتی مقاصد کے لئے لین دین پر لئے جانے والے انٹرسٹ اور ملک میں رائج سود کی دیگر اقسام کو ربا قرار دے دیا ہے' جو انتہائی خوش آئند بات ہے۔ اسی طرح رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں اس فیصلے کا سنایا جانا' جبکہ پاکستان بھی رمضان المبارک میں قائم ہوا تھا' ملک میں نفاذ اسلام کی اصل منزل کی طرف ایک اہم قدم کے زمرے میں آتا ہے۔

البتہ اس فیصلے کی تنفیذ کے پیچیدہ مراحل ابھی باقی ہیں' جس کے لئے مالیاتی قوانین میں بڑے پیمانے پر تبدیلی کرنا ہوگی۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کون سا قانون ساز ادارہ یا اسمبلی قوانین میں تبدیلی کرے گی جبکہ آئین خود معطل ہے۔ چنانچہ ان آئینی پیچیدگیوں اور نواز'

کیا ۱۲/ اکتوبر کے اقدام میں
امریکہ کا کوئی ہاتھ ہے؟

مشرف محاذ آرائی کے نتیجے میں حالات بڑی تیزی سے ننگے (خالص) مارشل لاء کی طرف بڑھتے نظر آرہے ہیں' جس کے نتیجے میں مالیاتی قوانین میں تبدیلی کا معاملہ کھٹائی میں پڑ سکتا ہے۔ چنانچہ اس خیر کو سمیٹنے کا جو موقع اللہ نے موجودہ

سودی معیشت کو ختم کرنے کا عدالتی فیصلہ پاکستان میں
نفاذِ اسلام کی اصل منزل کی طرف ایک اہم سنگ میل ہے

حکومت کو دیا ہے اس میں کسی تاخیر سے بچنے کا حل یہ ہے کہ حکومت پہلے سے موجود سود کی متبادل سکیموں میں سے کسی ایک سکیم کو جلد از جلد نافذ کر دے تاکہ سود کی لعنت سے کسی حد تک چھٹکارا پایا جا سکے۔ یوں کچھ نہ کچھ خیر تو برآمد ہوگا اور ملک اپنی اصل منزل کی طرف پیش رفت کر سکے گا۔ کیونکہ سود سے کامل نجات اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک کامل اسلامی انقلاب برپا نہ کیا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلامی فقہ کے دورِ ملوکیت میں مرتب ہونے کے باعث اسلامی قوانین میں غیر حاضر زمینداری' بیع موجل اور بیع مرابحہ کی صورت میں سود کی آمیزش موجود ہے۔ بہرحال جس حد تک ممکن ہو' سود سے فوری طور پر چھٹکارا پالیا جائے۔

جہاں تک سی ٹی بی ٹی پر دستخط کا معاملہ ہے' ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس معاملے میں حکومت ملکی مفادات کا سودا کر چکی ہے۔ امریکہ اور عالمی مالیاتی اداروں کی یکایک مہربانیوں اور التفات سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کوئی بہت بڑی قیمت ادا کرنے کے لئے رضامندی ظاہر کر چکی ہے یا ان مہربانیوں کے نتیجے میں امریکہ اس خطے میں ایک خود مختار کشمیری ریاست کے قیام کے لئے راہ ہموار کرنا چاہتا ہے تاکہ اس خطے کو مانیٹر کرنے کے لئے یہاں اپنے اڈے قائم کر سکے۔ چین کو اس سلسلے میں وہ پہلے ہی رام کر چکا ہے۔ بہرحال معاملہ اگر یہ ہے کہ حکومت سی ٹی بی ٹی پر کوئی سمجھوتہ کر چکی ہے تو یہ ملک و ملت سے غداری کے مترادف ہے۔ اس ضمن میں حکومت کا یہ پراپیگنڈہ بھی انتہائی گمراہ کن ہے کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط سے ہماری نیوکلیائی صلاحیت کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر ایسا ہے تو پھر امریکہ اور صیہونی ادارے اس پر دستخط کرانے کے لئے بے قرار کیوں ہیں؟ دراصل اس وقت کا سب سے بڑا طاغوت یہودی نیو ورلڈ آرڈر اور اس کے آلہ کار

CTBT پر [illegible] امریکہ کی امداد اور [illegible] حکومت کو تسلیم کرنے کے بعد ریورس گیئر [illegible] اسلام [illegible] غداری کے مترادف ہے

حکومت کا یہ پروپیگنڈہ انتہائی گمراہ کن ہے کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے سے ہماری ایٹمی صلاحیت کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا

جماعت اسلامی اور دیگر دینی جماعتیں سی ٹی بی ٹی پر دستخط کے خلاف ڈٹ کر میدان میں آ جائیں

عالمی مالیاتی ادارے ہیں' جن کا ہدف پوری دنیا کو اپنا غلام بنانا ہے۔ اس مقصد کے پورا ہونے میں ان کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ اسلام اور مسلمان ہیں۔ چنانچہ وہ کسی بھی مسلم ملک کو اپنے پیروں پر کھڑا ہوتے اور ایٹمی صلاحیت حاصل کرتے نہیں دیکھ سکتے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے سودی قرضوں اور سی ٹی بی ٹی کا جال بچھا رکھا ہے۔ سودی قرضوں میں پھنسا کر تو وہ ہماری بے بسی کا تماشا پہلے ہی دیکھ رہے ہیں' اب سی ٹی بی ٹی کے جال میں الجھا کر ہمیں خداداد ایٹمی صلاحیت سے بھی محروم کر دینا چاہتے ہیں۔ اس اعتبار سے ہمارا سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنا' ایٹمی صلاحیت کی صورت میں اللہ کے انعام کی ناشکری اور دشمن کے مقابلے میں استطاعت بھر جنگی سامان فراہم کرنے کے واضح حکم خداوندی ﴿ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴾ کی نافرمانی کے مترادف ہے۔ لہٰذا عالمی مالیاتی استعمار کے چنگل سے نکلنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ ہم طاغوت کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیں اور نیو ورلڈ آرڈر کے اسلام دشمن مقاصد پورے کرنے کے بجائے اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ سورۃ البقرہ کی آیت ۲۵۶ کی رو سے طاغوت کا انکار کئے بغیر ہمارا ایمان معتبر نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنا' اسامہ اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کے سلسلے میں امریکہ کی مدد کرنا اور

طاغوت کا انکار کئے بغیر ہمارا ایمان معتبر نہیں ہو سکتا

افغانستان کی طالبان حکومت کو تسلیم کرنے کے بعد ریورس گیئر لگانا اسلام کے کاز سے بہت بڑی غداری کے مترادف ہے۔ اگر ایسا کیا گیا تو بعض حلقوں کی طرف سے سامنے آنے والے اس تاثر کو تقویت ملے گی کہ ۱۲/۱ اکتوبر کے واقعہ میں امریکہ کا کوئی ہاتھ ہے تاکہ ایٹمی ٹیکنالوجی سے دستبرداری کے سب سے بڑے مخالف ادارے فوج کو دامِ اقتدار میں پھنسا کر اس کے ذریعے ہی یہ کام کروایا جا سکے۔ اگرچہ میری رائے اب بھی یہی ہے کہ ۱۲/۱ اکتوبر کا

اس وقت کا سب سے بڑا طاغوت یہودی نیو ورلڈ آرڈر اور اس کے آلہ کار عالمی مالیاتی ادارے ہیں

اقدام سابقہ حکومت کے غلط فیصلوں کے نتیجے میں جوابی کارروائی کے طور پر کیا گیا' لیکن ان خبروں کا کیا مطلب لیا جائے جن کے مطابق نیوکلیئر ٹیکنالوجی سے متعلق معاملات کی نگرانی کرنے والی مشینیں امریکی سفارت خانے میں پہنچائی جا چکی ہیں۔ اِدھر دستخط ہوئے' اُدھر مشینیں فکس کر دی جائیں گی اور پھر ہمارا بھی وہی حشر ہو گا جو عراق کا ہوا۔

ان حالات میں جماعت اسلامی اور دیگر دینی جماعتوں کو احتساب کی رٹ لگانے کی بجائے وقت کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے سی ٹی بی ٹی کے خلاف زور دار صدائے احتجاج بلند کرنی چاہئے اور ہرچہ باداباد کے مصداق ڈٹ کر میدان میں آ جانا چاہئے۔

مزید برآں سابقہ آسمانی صحائف اور احادیث میں موجود پیشین گوئیوں کے مطابق دنیا بڑی تیزی سے ایک خوفناک جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے' جو یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان لڑی جائے گی' جسے آرمیگاڈان یا المحلمۃ العظمٰی کا نام دیا گیا ہے۔ احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس جنگ میں پاکستان اور افغانستان پر مشتمل اس خطے کا ایک خاص رول ہے۔ یعنی قیامت سے پہلے کل روئے ارضی پر عالمی نظام خلافت کے قیام میں اس علاقے کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ لہٰذا ہمیں ان بشارتوں کا مصداق بننے کے لئے یہاں شریعت اسلامی کا نفاذ اور ایٹمی صلاحیت کی حفاظت کی خاطر نیو ورلڈ آرڈر کے تقاضے پورا کرنے سے انکار کرنا ہو گا۔

بقیہ : چراغِ مصطفویؐ

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو ایک جھپکی آئی۔ پھر آپؐ نے سر اٹھایا اور فرمایا: "ابوبکر خوش ہو جاؤ' تمہارے پاس اللہ کی مدد آ گئی۔ یہ جبریل علیہ السلام ہیں جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے اور اس کے آگے آگے چلتے ہوئے آ رہے ہیں اور گرد و غبار میں اٹے ہوئے ہیں۔" یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ چھپر کے دروازے سے باہر تشریف لائے۔ آپؐ نے زرہ پہن رکھی تھی۔ آپؐ پرجوش طور پر آگے بڑھ رہے تھے اور فرماتے جا رہے تھے : "عنقریب یہ جتھہ شکست کھا جائے گا اور پیٹھ پھیر کر بھاگے گا" (القمر : ۴۵)

اس کے بعد آپؐ نے ایک مٹھی کنکریلی مٹی لی اور قریش کی طرف رخ کر کے فرمایا۔ "شَاهَتِ الْوُجُوه" چہرے بگڑ جائیں۔ اور ساتھ ہی مٹی ان کے چہروں کی طرف پھینک دی۔ پھر مشرکین میں سے کوئی بھی نہیں تھا جس کی دونوں آنکھوں' نتھنے اور منہ میں اس ایک مٹھی مٹی میں سے کچھ گیا نہ ہو۔ اس کی بابت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : "جب آپؐ نے پھینکا تو در حقیقت آپؐ نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا۔" (الانفال : ۱۷)

اس کام سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ نے جوابی حملے کا حکم دیا اور جنگ کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا : "شُدُّوا" چڑھ دوڑو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے ان سے جو آدمی بھی ڈٹ کر' ثواب سمجھ کر' آگے بڑھ کر اور پیچھے نہ ہٹ کر لڑے گا اور مارا جائے گا اللہ اسے ضرور جنت میں داخل فرمائے گا"۔

بدر کے میدان میں اللہ نے مسلمانوں کو کھلی فتح عطا کی۔ اس جنگ میں قریش مکہ کے ۷۰ سردار مارے گئے اور ۷۰ افراد قیدی بنے۔ (یوں چراغ مصطفویؐ نے شرار بولہبی کے گھمنڈ کو خاک میں ملا دیا)۔ (مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری کی کتاب "الرحیق المختوم" سے ایک اقتباس)

حضرت علیؓ کا دورِ خلافت

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی شہرۂ آفاق کتاب "المرتضیٰؓ" کے چند اوراق

حضرت علیؓ اپنے دورِ حکومت میں والیوں (مقامی حکمرانوں اور عمال (سرکاری محصول اور زکوٰۃ وصول کرنے والوں) کو بار بار وصیت یہ فرماتے تھے :

"لوگوں کے ساتھ منصفانہ و مساویانہ رویہ رکھو' ان کی ضروریات کو صبر سے سنو' کیونکہ یہ لوگ مسلم رعیت کے ترجمان ہیں کسی کو اپنی حاجت پیش کرنے سے نہ روکو' اور اس کی ضرورت پوری کرنے میں زیادہ دیر تک انتظار کی تکلیف نہ دو' خراج کی وصولیابی میں کسی کے جاڑے کا کپڑا فروخت نہ کرو' اور نہ اس کی سواری فروخت کرو جس پر وہ اپنا سامان لے کر جاتا ہے' اور نہ کسی غلام کو فروخت کرو' اور کسی کو ایک درہم کے مطالبہ میں ایک کوڑا بھی نہ لگاؤ۔"

خراج اور صدقات کی تحصیل کرنے والوں کو جو آپ نصائح کرتے رہتے تھے ان میں سے چند اقوال یہ ہیں :

"جب زکوٰۃ و صدقات وصول کرنے جاؤ تو وقار اور سنجیدگی کے ساتھ جاؤ' جب ان لوگوں کے درمیان پہنچو تو سلام کرو (اور بھرپور انداز میں سلام کے الفاظ ادا کرو) اس میں کمی یا اختصار نہ کرو' پھر ان سے کہو کہ اللہ کے مقرر کردہ والی اور خلیفہ نے آپ کے پاس مجھے بھیجا ہے کہ آپ کے مال میں جو اللہ کا حق ہے' وہ آپ سے وصول کروں تو کیا آپ کے اموال میں ایسا حق ہے' جو اس کے والی کو آپ ادا کریں؟ اس پر اگر کوئی کہے نہیں تو دوبارہ اس کو کچھ نہ کہیں اور اگر وہ دے تو لے لو بغیر اس کے کہ اس کو ڈرائیں دھمکائیں' سختی کریں یا مصیبت و مشقت میں ڈالیں' جو سونا چاندی دے اس کو قبول کر لو' اگر اس کے پاس اونٹ یا دوسرے قسم کے جانور کے ریوڑ ہوں تو بلا اجازت اس کے باندھنے کی جگہ پر نہ چلے جائیں۔ کیونکہ ان میں اکثر مال اسی کا ہے' اور اگر وہاں جاؤ تو ایسے نہ جاؤ جیسے کوئی شخص کسی پر مسلط ہوتا ہے' یا سختی و درشتی سے پیش آتا ہے' کسی جانور کو بدکاؤ نہیں' اور نہ اس کو خوفزدہ کرو' اور ان کے مالکوں سے اس سلسلہ میں کوئی بدسلوکی روا نہ رکھی جائے' اور مال (غلہ وغیرہ) کو جب لینا ہو تو اس کو ۲ برابر ناپ کے برتنوں میں تقسیم کرو' اور اس سے کہو کہ ان دو میں سے کوئی ایک لے لو' جس کو چاہے وہ لے' اس پر اعتراض نہ کریں' پھر باقی ماندہ کو دو حصوں میں تقسیم کر دو اور کہو کہ ان میں سے ایک لے لو' جس کو وہ لے اس پر اعتراض نہ کریں' اس طرح تقسیم کرتے کرتے جب وہ حصہ آ جائے جس قدر اللہ کا حق ہے اس کو اللہ کا حق سمجھ کر لے لیں' اور اگر وہ واپس لینا چاہے یا دوبارہ ناپنا چاہے تو اس کی بات مان کر واپس کر دیں"۔

مربی و مصلح خلیفہ :

حضرت علیؓ کوئی انتظامی امور کے حاکم اعلیٰ یا اس طرح کے عرفی خلیفہ نہیں تھے' جیسے اموی و عباسی خلیفہ تھے' بلکہ وہ شیخین (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کے انداز و نہج کے خلیفۃ المسلمین تھے' مسلمانوں کے حقیقی معنوں میں اولی الامر' معلم' مربی اور عملی مثال قائم کرنے والے' اخلاقی و دینی امور کی نگرانی اور احتساب کرنے والے تھے' لوگوں کے رجحانات و خیالات اور تصرفات پر نظر رکھتے کہ وہ کس حد تک اسلامی تعلیمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے مطابق ہیں' اور کہاں تک اس اسوہ سے دور اور منحرف' اور کس حد تک انہوں نے مغلوب اقوام اور مفتوحہ علاقوں کی تہذیب و تمدن کا اثر قبول کیا ہے' آپ لوگوں کو نماز پڑھاتے' ان کو نصیحتیں فرماتے' دین کے مسائل بتاتے اور دین کا فہم ان کے اندر پیدا کرتے' ان کو بتاتے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے کیا چاہتا ہے' اور کن باتوں کو ناپسند فرماتا ہے آپ اکثر مسجد میں بیٹھتے اور لوگ آپ کے پاس آیا کرتے' اپنے معاملات میں مشورے لیتے'

۲۱ رمضان المبارک : خلیفۂ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ مقرر ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک گروہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ قاتلین عثمان کو گرفتار کر کے انہیں قرار واقعی سزا دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ اس وقت حالات سازگار نہیں ہیں اس لئے ان کے خلاف فوری قدم اٹھانا درست نہیں ہے۔ چنانچہ جنگ جمل اور جنگ صفین کا یہی پس منظر ہے۔ جنگ صفین جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (جو اس وقت شام کے گورنر تھے) کے درمیان لڑی گئی۔ جس کا اختتام اس بات پر ہوا کہ دونوں طرف سے ثالث مقرر ہوں وہ جو فیصلہ کریں گے اسے تسلیم کیا جائے گا۔ لیکن خوارج کے گروہ نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا اور تین خارجیوں نے یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ حضرت علی' امیر معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کی وجہ سے اُمت میں اختلاف پیدا ہوا ہے' اس لئے ان تینوں کو ختم کر دیا جائے۔ ان تینوں خارجیوں کے نام یہ ہیں۔ عبدالرحمان ابن ملجم' برک بن عبداللہ التمیمی ' عمرو بن بکر التمیمی ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی ذمہ داری عبدالرحمان بن ملجم نے قبول کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ختم کرنے کی ذمہ داری برک بن عبداللہ التمیمی نے قبول کی اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ختم کرنے کے لئے عمرو بن بکر التمیمی اپنے آپ کو پیش کیا اور سترہ رمضان کی تاریخ طے کی۔

چنانچہ ابن ملجم کوفہ روانہ ہو گیا۔ یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ مقیم تھے۔ برک بن عبداللہ نے دمشق کی راہ لی یہاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فروکش تھے اور عمرو بن بکر قاہرہ (مصر) روانہ ہوا یہاں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اقامت گزین تھے۔

۱۷ رمضان المبارک کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ابن ملجم نے قاتلانہ حملہ کیا اور آپ شدید زخمی ہو گئے۔ قاتل کو گرفتار کر لیا گیا اس کے بعد ۲۱ رمضان المبارک کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت حسن نے نماز جنازہ پڑھائی اور کوفہ کے دارالامارۃ میں دفن ہوئے۔ جبکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ دونوں قاتلانہ حملوں میں محفوظ رہے۔

کوئی دینی مسئلہ پوچھتا تو اس کو بتاتے' دنیاوی امور میں صلاح و مشورہ دیتے' بازاروں میں چلتے پھرتے کاروباری لوگوں کی نگرانی کرتے کہ کس طرح خرید و فروخت کرتے ہیں' ان کو نصیحت فرماتے اور کہتے : "اللہ سے ڈرو اور ناپ تول کا پورا پورا لحاظ رکھو' لوگوں کا حق نہ مارو۔"

اپنی ذات کے معاملہ میں انتہائی محتاط تھے' اپنے منصب اور خاندانی برتری کا مطلقاً استحصال نہیں کرتے تھے' اگر بازار سے کوئی چیز خریدنا ہوتا تو دو کانداروں اور بیچنے والوں میں سے ایسے دوکاندار یا بائع کو تلاش کرتے جو آپ کو پہچانتا نہ ہو اور اسی سے سودا خریدتے' اس کو سخت ناپسند کرتے کہ کوئی تاجر آپ کے ساتھ اس لئے رعایت کرے کہ آپ امیرالمومنین ہیں' اس بات کی پوری کوشش کرتے کہ لوگوں کے درمیان اپنے قول' عمل اور برتاؤ میں اپنی مجلسوں میں مساوات قائم رکھیں' اور اپنے کارندوں اور عاملوں سے اس طرح مطالبہ کرتے اور علاقوں کے حاکموں سے بھی اسی کی توقع رکھتے' ان حکام کی سخت نگرانی کرتے اور کبھی کبھی اچانک معائنہ کرنے والوں کو بھیجتے کہ وہ جا کر دیکھیں کہ حکام کا عوام کے ساتھ کیا سلوک ہے' اور عوام کی ان حکام کے بارے میں کیا رائے ہے؟ آپ کے مقرر کردہ کارندوں اور حکام پر آپ کی ہیبت تھی' اگر ضرورت پڑتی تو مجبوراً فہمائش اور عتاب سے بھی کام لیتے' آپ کے وہ مکاتیب جو ان حکام اور کارندوں کے نام ہیں' اس طرز عمل کے شاہد ہیں۔

امیرالمومنین اپنے کارندوں اور حکام سے صرف قانونی حدود ہی میں محاسبہ نہیں کرتے یا صرف شرعی و فقہی احکام پر اکتفاء نہیں کرتے تھے' بلکہ ان کے اخلاق و سیرت پر بھی نظر رکھتے' اگر دیکھتے کہ ان کی سیرت و اخلاق خدا ترس لوگوں کی سیرت و اخلاق سے مختلف ہے' یعنی رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور خلفائے راشدین کے طرز عمل کے خلاف ہے تو اس پر بھی محاسبہ کرتے۔

اسی سلسلہ کا واقعہ ہے کہ سیدنا علیؓ کو اطلاع ملی کہ بصرہ میں ان کے مقرر کردہ عامل عثمان بن حنیف ایک دعوت میں مدعو کئے گئے' جب وہاں گئے تو ان کا خیر مقدم اور خاطرداری زیادہ کی گئی' اور اسلامی مساوات کو اس دعوت میں ملحوظ نہیں رکھا گیا تھا' غربا اور معمولی آدمیوں کو نظرانداز کیا گیا تھا' جب امیرالمومنین کو اس کی خبر ملی تو ایک مکتوب بھیجا جس میں تحریر فرمایا :

"امابعد! اے ابن حنیف مجھے معلوم ہوا ہے کہ بصرہ کے لوگوں میں سے کسی نے تمہاری دعوت کی اور تم بہ عجلت وہاں پہنچے' تمہارے لئے رنگ برنگے اور بڑے بڑے طشت بھرے کھانے پیش کئے گئے' تم نے یہ نہیں سوچا کہ تم نے ایسے لوگوں کی دعوت قبول کی ہے' جن کے ہاں غریب' عیال دار افراد نظرانداز کئے جاتے ہیں' اور مالدار لوگ بلائے جاتے ہیں' سوچ لو اس طرح کی دعوتوں میں جو تم چباتے ہو' وہ کیا ہے؟ اس میں اگر کوئی مشتبہ مال ہے تو اس کو حلق سے اترنے نہ دو' اور جس کے پاک ہونے کا یقین ہو اس کو شوق سے تناول کرو۔"

حضرت علیؓ کا طرز و اصولِ حکومت :

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سیاست اور ان کی حکومت کا نظام اور ان کی انتظامی مشنری جس محور کے گرد گردش کرتی تھی' وہ یہ تھا کہ اسلام کی روح' اس کے اصول' اس کی قدروں اور نمونوں کو سیاسی مصلحتوں اور انتظامی ضروریات پر قربان نہ کیا جائے' انبیائے کرام کی خلافت اور خلفائے راشدین کی سنت کو معیار تسلیم کیا جائے' خلیفہ سب سے پہلے اسلام کا داعی' اخلاق کا نمونہ اور مسلمانوں کیلئے معیار و مثال ہو' اس کا صرف حاکم اور مسلمانوں کا سربراہ ہونا کافی نہیں ہے' چنانچہ وہ پوری طرح تیار تھے کہ اس نہج کو زندہ اور باقی رکھیں اور اس پہلو کو تمام دوسرے سیاسی اعتبارات اور تنظیمی امور پر ترجیح حاصل رہے' خواہ اس کی جو قیمت ادا کرنا پڑے' چنانچہ اس نہج کو زندہ رکھنے کی ان کو بھاری قیمت ادا کرنا پڑی' جس کو انہوں نے راضی خوشی ادا کیا' اور اسی پر ان کا ضمیر مطمئن رہا۔

استاذ العقاد نے بڑی خوبی کے ساتھ حضرت علی اور حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہما) کے درمیان اختلافات کی نوعیت کو واضح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :

"یہ اختلاف دو آدمیوں کے درمیان نہیں بلکہ دو نظاموں کے درمیان تھا' اور اگر نئی تعبیر اختیار کی جائے تو کہا جائے گا یہ اختلاف دو مکتب فکر (School of thought) کا اختلاف تھا' مسئلہ یہ تھا کہ وہاں تصادم تھا خلافت اسلامیہ کے درمیان (جس کی نمائندگی حضرت علیؓ کر رہے تھے) اور سلطنت کے طریقہ کے درمیان (جس کی نمائندگی حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان کر رہے تھے)۔

ضرورت رشتہ

رفیق تنظیم' عمر ۲۷ سال' تعلیم بی اے' گورنمنٹ ملازمت گریڈ ۵ کے لئے تنظیم اسلامی سے تعلق دار گھرانے سے ترجیحاً کشمیری' ضلع گجرات کے نواحی اضلاع سے رشتہ درکار ہے۔

رابطہ : زاہد صمدانی

کرم سٹریٹ' نزد مقبرہ پانڈی شاہ گجرات

خبر نامہ اسلامی امارت افغانستان

ضربِ مؤمن' ۲۴ تا ۳۰ دسمبر ۹۹ء

امریکی مؤقف حماقت کے سوا کچھ نہیں ○ مولوی وکیل احمد متوکل

امریکہ نئے سال میں افغانستان پر پابندیوں کے حوالے سے اپنے غیر منطقی مؤقف پر پردہ ڈالنے کے لئے امارت اسلامیہ پر طرح طرح سے دباؤ ڈالنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ چنانچہ امریکہ کا حالیہ انتباہ بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ بات امارت اسلامی کے وزیر خارجہ مولوی وکیل احمد متوکل نے بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ عجیب بات ہے کہ دنیا بھر میں امریکہ کے ساتھ مختلف مسائل پر دشمنی رکھنے والے ملکوں اور افراد کی ایک بڑی تعداد موجود ہے لیکن امریکہ اپنے خلاف ہونے والے کسی بھی اقدام کو اسامہ کی طرف منسوب کرنے پر تلا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کا یہ مؤقف حماقت کے سوا کچھ نہیں۔ افغان عوام مجاہد لوگ ہیں اور اپنے عقیدے اور اسلامی روایات کے تحفظ کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے تیار ہیں۔

حقوق نسواں کی آڑ میں مغربی میڈیا نے گمراہ کن پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے

مغربی میڈیا نے خواتین کے مسئلے کی آڑ لے کر امارت اسلامیہ کے خلاف ایک گمراہ کن پروپیگنڈے کی گھناؤنی مہم شروع کر رکھی ہے جبکہ یہ سب کچھ حقائق کے برعکس ہے۔ امارت اسلامیہ نے اپنی حدود کے اندر خواتین کو وہ تمام حقوق جن کو اسلامی شریعت کے دائرۂ کار میں متعین کیا گیا ہے' دیئے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار اقوام متحدہ میں امارت اسلامیہ کے نمائندہ خصوصی مولوی عبدالحکیم مجاہد نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ مغرب کو اگر افغان عوام سے ذرا بھی ہمدردی ہے تو وہ ان کی مالی مدد کرے تاکہ پوست کی کاشت کا خاتمہ ہو بصورت دیگر یک طرفہ طور پر پوست کی کاشت پر قدغن لگانا لاکھوں افغانوں کے معاشی قتل عام کے مترادف ہے۔ امارت اسلامیہ اپنے پڑوسی ممالک کے خلاف غلط عزائم نہیں رکھتی۔ ہمسایہ ممالک ہمارے مصالحت پسندانہ موقف کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے ہی مفادات کی خاطر آگے آئیں' ہمارے دروازے ہمیشہ مذاکرات کیلئے کھلے ہیں۔

اقامت دین کے لئے انبیاء کرام کا طریق کار

مولانا امین احسن اصلاحی کے افکار سے ماخوذ

انبیاء علیہم السلام نے جس طرح طہارت و عبادت اور معاشرت سے متعلق ہماری رہنمائی کے لئے اپنی سنتیں چھوڑی ہیں اسی طرح اصلاح معاشرہ' اقامت دین یا اسلامی نظام کے طریقہ قیام سے متعلق بھی اپنی نہایت واضح سنتیں چھوڑی ہیں جن کو اختیار کیے بغیر اقامت دین کے نصب العین کے لئے کوئی نتیجہ خیز کام نہیں کیا جا سکتا۔ ان سے ہٹ کر جو کوشش بھی اس مقصد کے لئے کی جائے گی وہ بالکل بے برکت اور بے نتیجہ ثابت ہو گی۔

یہاں ہم اس موضوع پر صرف چند اصولی باتوں کی طرف اشارہ کریں گے جس سے فی الجملہ یہ اندازہ ہو سکے گا کہ انبیاء علیہم السلام کا طریقہ کار' کن خاص پہلوؤں سے اہل سیاست کے طریقوں سے مختلف ہوتا ہے۔

۱) قول اور عمل کا توافق

انبیاء جن باتوں کے داعی بن کر اٹھتے ہیں ان کے سب سے بڑے عملی مظہر وہ خود ہوتے ہیں۔ وہ جن نیکیوں کے مبلغ ہوتے ہیں اگر دوسروں سے ان پر پاؤ سیر عمل کا مطالبہ کرتے ہیں تو خود ان پر پورا سیر بھر عمل کرتے ہیں۔ اسی طرح جن برائیوں سے لوگوں کو بچنے کی تلقین کرتے ہیں ان کے بارے میں وہ دوسروں سے اگر صرف یہ چاہتے ہیں کہ لوگ ان سے احتراز کریں تو اپنے لئے ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ان کی پرچھائی بھی ان پر نہ پڑنے پائے۔ برعکس اس کے اہل سیاست کا عام طریقہ سیدنا مسیح علیہ السلام کے بقول یہ ہوتا ہے کہ جس بوجھ کے اٹھانے میں وہ اپنی انگلی کا بھی سہارا نہیں دینا چاہتے اس کو وہ پورے کا پورا دوسروں کی کمر پر لاد دیتے ہیں۔ قرآن کریم نے علمائے یہود کے بارے میں فرمایا ہے کہ تم دوسروں کو تو نیکی کا درس دیتے ہو لیکن خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔" اسی طرح اہل سیاست جن باتوں سے خود کوسوں دور ہوتے ہیں ان کی منادی وہ اپنی ہر تحریر اور تقریر میں کرتے پھرتے ہیں' وہ اپنے قول ہی کو عمل کا قائم مقام سمجھتے ہیں اور محض زبان کے پھاگ سے وہ ثمرات و نتائج حاصل کرنا چاہتے ہیں جو نتائج خون اور پسینہ ایک کر دینے سے حاصل ہوتے ہیں اور جن کے لئے آدمی کو اپنے ایک ایک بن مو کو گواہ بنانا پڑتا ہے۔ اگر آپ ایمانداری سے اپنے حالات کا جائزہ لیں گے تو ہماری اس رائے سے اتفاق کریں گے کہ ہماری قوم کو ایک مدت دراز سے ایسے ہی طبیبوں سے سابقہ ہے جو سو مریضوں کے مریض ہونے کے باوجود قوم کے علاج کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور جو اپنی آنکھوں میں بڑے بڑے شہتیر چھپائے رکھنے کے باوجود دوسروں کی آنکھوں کے تنکے تلاش کرنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں ــــــ ایسے طبیبوں کی سعی علاج کا جو نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے وہ معلوم ہے۔

۲) سیاسی تبدیلی سے پہلے معاشرے کی اصلاح

دوسری چیز جو حضرات انبیاء کرام کے طریقہ کو دوسروں کے طریقہ سے ممتاز کرتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ انبیاء سیاسی اقتدار کے حصول پر اصلاحِ معاشرہ کے کام کو منحصر نہیں قرار دیتے بلکہ معاشرہ کی اصلاح کو نظامِ سیاسی کی اصلاح کا ذریعہ بناتے ہیں۔ ان کے طریقہ کار میں اصل اہمیت جس چیز کو حاصل ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں کے دل و دماغ اور اعمال و اخلاق تبدیل ہوں اور برائی سے لڑنے اور بھلائی کو قائم کرنے کے لئے ان کے ضمیر پوری طرح بیدار ہو جائیں۔ یہ بیداری پیدا کرنے کے لئے وہ جدوجہد کرتے ہیں اور یہ جدوجہد وہ مسلسل جاری رکھتے ہیں یہاں تک کہ دو باتوں میں سے کوئی ایک بات ظاہر ہو کر رہتی ہے۔ یا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی کوششوں سے ایک صالح معاشرہ کھڑا کر دیا اور اس معاشرہ کے ہاتھوں ایک صالح نظام قائم ہو گیا یا اسی مقدس کام میں ان کی زندگیاں ختم ہو گئیں اور چند نفوس کے سوا کسی نے بھی ان کا ساتھ نہ دیا۔ انبیاء کی زندگیوں میں ان دونوں ہی چیزوں کی مثالیں ملتی ہیں اور اس دوسری چیز کی مثالیں کم نہیں بلکہ پہلی چیز کے مقابل میں کچھ زیادہ ہی ملتی ہیں لیکن کسی ایک نبی کی زندگی میں بھی اس بات کی کوئی مثال نہیں ملتی کہ اس نے معاشرہ کی اصلاح کو نظام کی اصلاح کا ذریعہ بنانے کے بجائے اس مقصد کے لئے دعوت دینا شروع کر دی ہو کہ پہلے جس طرح بنے اقتدار پر قبضہ کرو اور پھر اس اقتدار کو اصلاح معاشرہ کا ذریعہ بناؤ۔

۳) الحب للّٰہ والبغض للّٰہ

انبیاء علیہم السلام کی مخالفت و موافقت جو کچھ بھی ہوتی ہے۔ للہ فی اللہ ہوتی ہے۔ وہ حق کی ساتھی ہیں خواہ ان کے دشمن ہی کے اندر پایا جائے اور باطل کے وہ مخالف ہوتے ہیں اگرچہ وہ ان کے کسی ہوا خواہ کے اندر ہی کیوں نہ پایا جائے۔ انہیں کسی خاندان' کسی گروہ' یا پارٹی ہونے کے سبب سے نہ دشمنی ہوتی ہے اور نہ دوستی۔ دشمنی اور دوستی جو کچھ انہیں ہوتی ہے وہ اصول و عقائد اور اعمال و اخلاق کی بنا پر ہوتی ہے۔ وہ اپنے مخالف کی خوبیوں کا بھی اسی فیاضی کے ساتھ اعتراف کرتے ہیں جس فیاضی کے ساتھ اپنے موافق کی خوبیوں کا اعتراف کرتے ہیں اور اسی طرح اپنے موافق کی برائیوں پر بھی اسی شدت کے ساتھ نکیر کرتے ہیں جس شدت کے ساتھ اپنے کسی مخالف کی برائیوں پر نکیر کرتے ہیں۔

۴) اصل نہج تبلیغ و شہادت

انبیاء علیہم السلام دنیا میں اللہ کا دین قائم کرنے کے لئے آئے اور اس مقصد کے لئے جس چیز کو انہوں نے ذریعہ اور وسیلہ بنایا وہ تبلیغ و شہادت ہے۔ تبلیغ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو دین ان پر اتارا' انہوں نے بغیر کسی کمی بیشی' بغیر کسی دخل و تصرف اور بغیر کسی ردوبدل کے پوری وضاحت و صراحت کے ساتھ خلق خدا کو پہنچا دیا۔ نہ اس کے مزاج میں کوئی تغیر ہونے دیا' نہ اس کے مواد میں' نہ اس کی ترتیب میں کوئی تبدیلی پیدا کی نہ اس کی تدریج میں۔ وہ اللہ کے دین کے امین تھے۔ اس کے موجد اور مصنف نہیں تھے۔ اس وجہ سے اپنی ذمہ داری انہوں نے ہر طرح کے حالات میں صرف یہ سمجھی کہ اس کے پیغام کو لوگوں تک پہنچائیں۔ انہوں نے اس بات کی پروا کبھی نہیں کی کہ اس دین کی تبلیغ حالات و مصالح کے مطابق ہے یا نہیں اور لوگ اس کو رد کریں گے یا قبول کریں گے۔ اگر مصلحت کے پرستاروں کی طرف سے کبھی یہ اصرار کیا گیا کہ فلاں بات میں اگر یہ ترمیم و اصلاح کر دی جائے تو وہ پورے دین کو بخوشی قبول کر لیں گے تو انہوں نے صاف کہہ دیا کہ ہم اپنی جانب سے اس میں کسی ردوبدل کے مجاز نہیں ہیں۔ جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے جس کا جی نہ چاہے وہ رد کر دے۔

شہادت کا مطلب یہ ہے کہ دل سے' زبان سے' قول سے' عمل سے' خلوت سے' جلوت سے' زندگی سے' موت سے غرض اپنی ایک ایک ادا سے انہوں نے اس دین کی گواہی دی جس کے وہ داعی بن کر آئے۔ ان کی زندگی کی کتاب اور ان کی دعوت کی کتاب میں کوئی فرق نہیں ہوا۔ انہوں نے جس چیز سے دوسروں کو حکم روکا اس سے پوری شدت کے ساتھ خود پرہیز کیا۔ جس چیز کا دوسروں کو دیا اس پر خود پوری قوت و عزیمت کے ساتھ عمل کیا۔ ان کی دعوت اور ان کی زندگی کی یہی مکمل مطابقت درحقیقت ان کی دعوت کی صداقت کی وہ دلیل بنی جس کو

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

روزہ کے آداب

امام ابو حامد محمد غزالیؒ

حقیقی روزہ کے لئے' جو اعضا کو گناہوں سے روکتا ہے' چند آداب ملحوظ رکھنا ضروری ہیں :

① نگاہ کا روزہ :

پہلا ادب یہ ہے کہ نظر نیچی رکھو۔ جن چیزوں کی طرف نگاہ ڈالنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے' ان کی طرف نگاہ کو نہ جانے دو۔ جن چیزوں کو دیکھنے سے دل بھٹکتا ہو اور اللہ کی یاد سے غفلت طاری ہوتی ہو' ان کو نہ دیکھو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' نظر ڈالنا (ایسی چیزوں پر جن سے اللہ نے روکا ہے) شیطان کے تیروں میں سے زہر میں بجھا ہوا ایک تیر ہے۔ جو کوئی اللہ کے خوف سے نگاہ بد سے رک جائے' اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ایمان کی حلاوت کا مزا عطا کرے گا۔ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

"پانچ چیزیں ایسی ہیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے : (۱) جھوٹ' (۲) غیبت' (۳) چغلی' (۴) جھوٹی قسم اور (۵) شہوت کی نظر"۔

② زبان کا روزہ :

دوسرا ادب یہ ہے کہ زبان سے بے ہودہ بات نہ کرو' جھوٹ نہ بولو' غیبت نہ کرو' چغلی نہ کھاؤ' فحش گفتگو نہ کرو' ظلم کی بات نہ کرو' جھگڑا نہ کرو' بات نہ کاٹو۔ زبان کا روزہ یہ ہے کہ خاموش رہے' ان گناہوں سے بچے' اور اسے اللہ کی یاد اور تلاوت قرآن میں مشغول رکھے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ دو چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' ایک غیبت' دوسرے جھوٹ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

"روزہ ڈھال ہے (گناہوں سے بچاؤ کے لئے) تم میں سے کوئی روزہ سے ہو تو نہ فحش بکے' نہ بدکلامی اور فضول گوئی کرے' نہ چیخے چلائے' اور اگر کوئی گالی دے یا لڑنے پر اتر آئے تو کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں"۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضورؐ کے زمانے میں دو عورتوں نے روزہ رکھا۔ دن گزرنے کے ساتھ' بھوک اور پیاس کی شدت سے ان کی حالت خراب ہو گئی۔ انہوں نے حضورؐ کی خدمت میں آدمی بھیجا' اور افطار کی اجازت طلب کی۔ آپؐ نے اس آدمی کو ایک پیالہ دیا' اور ارشاد فرمایا کہ ان دونوں سے کہنا کہ جو کچھ تم نے کھایا ہے اس پیالہ میں قے کر دو۔ ایک عورت نے قے کی تو آدھا پیالہ تازہ گوشت اور خون سے بھر گیا' دوسری نے قے کی تو پیالہ پورا بھر گیا۔ لوگوں کو بہت تعجب ہوا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ان دونوں نے اس غذا سے تو روزہ رکھا جو اللہ نے حلال کی ہے' اور جو چیز اس نے حرام کی ہے اسے کھاتی رہیں۔ جب دونوں ایک دوسرے کے پاس بیٹھیں تو دونوں نے غیبت شروع کر دی۔ دونوں نے لوگوں کا جو گوشت کھایا تھا' وہی گوشت پیالے میں ہے۔

③ کان کا روزہ :

تیسرا ادب یہ ہے کہ کانوں کو بری بات سننے سے روکو۔ اس لئے کہ جن باتوں کا زبان سے نکالنا حرام ہے' ان کا سننا بھی حرام ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کانوں سے جھوٹ سننے والوں اور حرام کا مال کھانے والوں کا ذکر ساتھ ساتھ فرمایا ہے۔

﴿ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ﴾ (المائدہ : ۴۲)

"یہ کان لگا کر جھوٹ سننے والے' اور حرام کا مال کھانے والے"

اسی طرح اللہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا :

﴿ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ﴾ (المائدہ : ۶۳)

"کیوں ان کے علماء اور مشائخ انہیں گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے نہیں روکتے"۔

غیبت سننا اور خاموش رہنا بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' پھر تو تم بھی انہی کی طرح ہوئے۔ اسی لئے رسول اللہؐ نے فرمایا' غیبت کرنے والا اور سننے والا' دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔

④ اعضا کا روزہ :

چوتھا ادب یہ ہے کہ ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضا کو گناہوں سے روکو' اور افطار کے وقت ایسے کھانے سے بچو جس کے بارے میں حرام ہونے کا شبہ بھی ہو۔ اگر دن بھر تو وہ کھانا بھی نہ کھاؤ جو حلال ہے' اور افطار حرام کھانے سے کرو' تو کیا روزہ ہوا؟ ایسے روزہ دار کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص محل تعمیر کرے مگر پورے شہر کو منہدم کر دے۔ اگر ضرورت سے زیادہ کھایا جائے تو حلال کھانا بھی روح کے لئے مضر ہوتا ہے۔ اسی لئے روزہ کھانا کم کرنے کی تربیت کرتا ہے۔ وہ بہت بے وقوف ہو گا جو دوا تو زیادہ نہ کھائے کہ ضرر سے بچے' لیکن زہر کھا لے۔ حرام کھانا زہر ہے جو دین کو برباد کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں جنہیں اپنے روزہ سے بھوک اور پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ بعض کہتے ہیں یہ وہ روزہ دار ہے جو حرام کھانے سے روزہ افطار کرے۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ شخص مراد ہے جو روزہ کے دوران طعام حلال سے تو رکا رہے' لیکن لوگوں کا گوشت کھاتا رہے' یعنی غیبت کرتا رہے جو حرام ہے۔ اور بعض کی رائے یہ ہے کہ وہ شخص ہے جو اپنے اعضا کو گناہ سے نہ بچائے۔

⑤ خوف و رجا :

اگلا ادب یہ ہے کہ روزہ افطار کرنے کے بعد خوف و رجا کی کیفیت طاری ہو۔ امید رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کا روزہ قبول فرمائے گا اور اسے مقربین میں شامل کرے گا۔ ساتھ ہی ڈرے کہ شاید اس کا روزہ قبول نہ کیا جائے اور وہ اللہ کے غضب کا مستحق ٹھہرے' حقیقت یہ ہے کہ ہر عبادت سے فارغ ہونے کے بعد یہی کیفیت ہونا چاہئے۔

یہ روزہ کے وہ آداب ہیں جن کو ملحوظ رکھنے ہی سے روزہ حقیقی معنوں میں صحیح ہوتا ہے۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ بہت سے روزہ دار در حقیقت بے روزہ ہوتے ہیں' اور بہت سے بے روزہ' روزہ نہ رکھ کر بھی روزہ دار ہیں جو کھاتے پیتے تو ہیں مگر اپنے اعضا کو گناہوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اور روزہ رکھ کر بے روزہ وہ ہیں جو کھانے پینے سے تو رک جاتے ہیں' لیکن اپنے اعضا کو گناہوں سے نہیں روکتے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے' روزہ ایک امانت ہے' ہر ایک کو اپنی امانت کی حفاظت کرنا چاہئے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی کہ :

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ﴾

"اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو"۔

پھر اپنے دست مبارک کو اپنے کان اور آنکھ پر رکھا' اور فرمایا کہ کان سے سننا اور آنکھ سے دیکھنا بھی امانت ہے۔

قرضوں کی جنگ (۳)

ترجمہ : ڈاکٹر محمد ایوب خان   ترتیب و تسوید : سردار اعوان

اخلاقی پہلو

زمانۂ وسطیٰ میں چرچ نے سود لینا ممنوع قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ روپیہ خدمت کیلئے ہے اور اشیاء کو تبدیل کرنے کا ذریعہ ہے۔ البتہ پیداواری مقاصد کیلئے نفع کا ایک حصہ لینا جائز ہے۔ لیکن جب تجارت کو ترقی ہوئی اور روپیہ انویسٹ کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اور قرض خواہ کو نقصان کا خطرہ بھی ممکن ہوا تو کچھ نہ کچھ رقم (بطور سود) لینے کی اجازت ہو گئی۔

تمام مذاہب دھوکا دہی' غریبوں پر جبر اور ناانصافی کو برا کہتے ہیں۔ چونکہ جزوی مالیت پر سودی کاروبار (Fractional Reserve Lending) کی بنیاد دھوکا ہے اس لئے اس سے مفلسی پیدا ہوتی ہے اور غریب پر جبر اور روپے کی قدر کم ہوتی ہے۔

بدقسمتی سے بعض مذاہب دوسروں سے دھوکا' جبر اور ناانصافی کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ وہ دوسروں کو کمتر بلکہ نیم انسان سمجھتے ہیں۔ اس کا سبب ایک برتر نسل کا نظریہ ہے جو مادہ پرستی کی ایک بھونڈی شکل ہے اور درپردہ قومیت ہے جبکہ دوسروں کی عوامی دفاع کیلئے قومیت کو بھی وہ برا کہتے ہیں۔ لیکن برتر نسل کا نظریہ محض نفسیاتی ہے حقیقت نہیں ہے۔ (اشارہ یہود کی طرف ہے اور وہی بڑے بینکوں کے مالک ہیں۔ مترجم)

لوگ بھول جاتے ہیں کہ نوع انسانی ایک عظیم واحد انسانی نسل ہے جس کا آغاز مشترک ہے' انجام بھی مشترک ہے اور فطرت بھی ایک ہے۔ یہاں کوئی برتر نسل نہیں ہے اور اگر کوئی برتر نسل ہے تو اسے نیکی میں برتری سے ناپا جائے گا نہ کہ مکاری اور دھوکے سے۔ لوگوں میں اختلافات کا کام تو یہ ہونا چاہئے کہ ایک دوسرے کے علم و ہنر سے فائدہ حاصل کیا جائے۔

ہاں! سناروں نے معلوم کیا کہ روپے کی کمی بیشی کر کے وہ زیادہ نفع کما سکتے ہیں۔ جب روپیہ زیادہ ہو تو بہت سے لوگ قرض لے لیتے ہیں اور سود حاصل ہوتا ہے۔ روپیہ کم ہو تو قرضہ ملنا مشکل ہوتا ہے۔ کچھ لوگ قرض ادا نہیں کر سکتے اور کچھ قرض نہیں لے سکتے۔ اس لئے وہ کنگال ہو جاتے ہیں اور اپنی جائیداد اور بزنس سناروں کے حوالے کر دیتے ہیں یا کوڑیوں کے بھاؤ فروخت کر دیتے ہیں۔ آج کل اس بات کو بزنس سائیکل (تجارتی اتار چڑھاؤ) کہا جاتا ہے۔

مساوی چھڑیاں اور انقلاب انگلستان

۱۱۰۰ء میں شاہ انگلستان ہنری اول نے سناروں سے مالی طاقت اپنے ہاتھ میں لینے کیلئے چھڑیوں کا طریقہ ایجاد کیا۔ ایک چھڑی پر نشان لگائے جاتے۔ پھر اسے لمبائی میں چیر دیا جاتا اور آدھی پبلک میں اور آدھی بادشاہ کے پاس رہتی تاکہ دھوکا نہ ہو۔ (یہ طریقہ ۱۸۲۶ء تک کامیابی سے چلتا رہا)۔ ۱۵۰۰ء میں ہنری ہشتم نے سودی قوانین کو نرم کر دیا اور سناروں نے سونا چاندی وافر مقدار میں مارکیٹ میں ڈال دیا لیکن جب ملکہ میری تخت پر بیٹھی تو اس نے قوانین کو سخت کر دیا اور سناروں نے سونا چاندی روک لیا اور اکانومی کو برباد کر دیا۔

پھر الزبتھ اول ملکہ بنی تو اس نے خزانے سے سونے چاندی کے سکوں کے اجراء کی تجویز پر عمل کرنا چاہا۔ اگرچہ ۱۶۴۲ء کے انقلاب انگلستان کی وجوہات مذہبی بھی ہیں مگر اس تجویز نے اصل کردار ادا کیا۔ کراموبل نے ۱۶۴۹ء میں سناروں سے روپیہ لے کر بادشاہ چارلس کو پھانسی پر چڑھا دیا اور پارلیمنٹ سے بہت سوں کو نکال دیا۔ اور سناروں کو کاروبار پر قبضہ کرنے کی اجازت دے دی جنہوں نے اگلے پچاس سال کیلئے انگلستان کو جنگوں میں دھکیل دیا۔ انہوں نے لندن کے سنٹر میں ایک مربع میل ٹکڑے کو اپنا "شہر" (City) بنا لیا۔ یہ نیم آزاد علاقہ وال سٹریٹ (امریکہ) کے ساتھ دنیا کے دو بڑے مالی مراکز میں سے ایک ہے۔ یہاں ان کی اپنی پولیس ہوتی ہے۔

سٹوارٹ بادشاہوں سے جھگڑے کی وجہ سے منی چینجرز ہالینڈ سے ایک شخص ولیم کو لے آئے۔ اس نے ۱۶۸۸ء میں جائز بادشاہ جیمز دوم کو نکال دیا۔ منی چینجرز اور اشرفیہ کے درمیان یہ تعلق انگلستان میں آج بھی قائم ہے۔ بادشاہ کے پاس کوئی طاقت نہیں ہے۔ اصل طاقت منی چینجرز کے پاس ہے جس میں راتھ شیلڈ کا گھرانہ غالب ہے۔ بادشاہ کو کسی کو معاف کرنے کا اختیار بھی نہیں ہے۔ وہ کیبنٹ کے ہاتھ میں ایک کٹھ پتلی ہے۔ ۲۰ جون ۱۹۳۴ء کو "نیو برٹن میگزین" نے لکھا کہ "برطانیہ انٹرنیشنل فنانشل بلاک کا غلام ہے"۔ اور لارڈ برائس (Bryce) کے یہ الفاظ نقل کئے :

"جمہوریت کا کوئی مستقل اور خفیہ دشمن نہیں سوائے مالی طاقتوں کے۔ بینک آف انگلینڈ کے کردار اور مقاصد پر دارالعوام میں بحث نہیں کی جا سکتی"۔

بینک آف انگلینڈ

مسلسل جنگوں کی وجہ سے انگلینڈ تباہ ہو چکا تھا۔ سرکاری افسر منی چینجرز کو ملے اور قرضے کی درخواست دی۔ انہوں نے شرط لگائی کہ انہیں ایک پرائیویٹ بینک کھولنے کی اجازت دی جائے جو اپنے روپے سے دس گنا قرضہ دے سکے۔ یہ منظور کیا گیا۔ نام بینک آف انگلینڈ رکھا تاکہ سرکاری سمجھا جائے۔ ۱۶۹۴ء میں وہ چارٹر ہوا۔ حکومت کو ضرورت کے مطابق قرضہ دینا منظور کیا گیا اور اس کی وصولی کیلئے لوگوں سے براہ راست ٹیکس لینے کا اختیار بھی لیا گیا۔ یہ قومی روپیہ کی قانونی جعلسازی تھی تاکہ وہ لوگ نفع حاصل کر سکیں۔ اب یہ بات سب ملکوں میں ہے۔

یہ بینک اس قدر طاقتور ہیں کہ ملکوں کی اکانومی پر ان کا قبضہ ہے۔ حکومتیں سرمایہ داروں کے ہاتھ میں ہیں اور بینک ان کے اوپر غالب ہیں۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے فوج کو مافیا کے ہاتھوں میں دے دیا جائے۔ ہمیں ایسی مرکزی اتھارٹی کی ضرورت ہے جس پر حکومت کا اختیار ہو۔ سر ولیم پٹ (Sir.William Pitt) نے ۱۷۷۰ء میں کہا :

"تخت کے پیچھے بادشاہ سے بھی بڑی کوئی طاقت ہے"۔

۱۸۴۴ء میں بنجمن اسرائیلی نے اس کے بارے میں لکھا:

"دنیا کے اصلی حکمران وہ نہیں ہوتے جو نظر آتے ہیں"۔

۱۹۳۳ء میں صدر روزویلٹ نے ایک دوست کو لکھا :

"سچ یہ ہے کہ جیکسن (Jackson) کے زمانے سے حکومت بڑے بڑے مالیاتی مراکز کے پاس ہے"۔

جتنے زیادہ نوٹ گردش میں ہوں گے اتنی ان کی قیمت کم ہو گی۔ سیاستدانوں کو جتنا وہ چاہیں روپیہ مل جاتا ہے' مگر اس کا خمیازہ عوام کو بھگتنا پڑتا ہے۔ زیادہ خرچ سے افراط زر اور مہنگائی پیدا ہوتی ہے' گو اس کا اثر بہت بعد میں سامنے آتا ہے۔ بینک آف انگلینڈ کے قیام کے بعد قیمتیں دوگنا ہو گئیں۔

(جاری ہے)

کاروان خلافت منزل بہ منزل

حلقہ خواتین کراچی کے زیر اہتمام استقبال رمضان کے پروگرام

شعبان میں تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کے تحت کراچی میں استقبال رمضان کے پروگرام ہوئے۔ ڈیفنس سوسائٹی، ناظم آباد میں تین دن دو دو گھنٹہ کے پروگرام منعقد کئے گئے۔ اوسطاً سوا سو خواتین نے شرکت کی۔ ان پروگراموں میں "خطبہ شعبان" "رمضان اور قرآن، قیام اللیل، آگہی نفس، شیطان باندھے جاتے ہیں، تقویٰ اور رمضان، رمضان کیسے گزاریں" کے موضوعات کو تفصیل سے بیان کیا گیا۔

ان پروگراموں میں رفیقات نے وقت کی پابندی اور نظم کا بہترین مظاہرہ کیا۔

تنظیم اسلامی گوجر خان کا شب بسری پروگرام

تنظیم اسلامی گوجر خاں نے ۴ دسمبر بروز ہفتہ شب بسری پروگرام کا انعقاد کیا۔ نماز مغرب کے بعد راولپنڈی سے آئے ہوئے مہمان رفیق جناب شمیم صاحب نے مسلمانوں کے دینی فرائض کے موضوع پر ایک پرمغز اور پراثر لیکچر دیا انہوں نے اپنے لیکچر کو قرآن پاک کی آیات اور احادیث نبویہ ؐ سے آراستہ کیا۔ انہوں نے دینی فرائض کو ایک سہ منزلہ عمارت سے واضح کیا۔ انہوں نے کہا کہ دور جاہلیت میں زنا، چوری، سود، شرک، بدامنی، قتل و غارت، لڑکیوں کو زندہ درگور کردینا، جھوٹ اور چوری جیسی برائیاں معاشرے میں چار سو پھیلی ہوئی تھیں۔ آپؐ کی آمد کے بعد یہ تمام برائیاں ختم ہو گئیں اور ایک پاکیزہ معاشرہ وجود میں آیا۔ انہوں نے کہا کہ آج پھر وہی تمام برائیاں ہمارے اس معاشرے میں موجود ہیں اس لئے ان تمام برائیوں کے خاتمہ کے لئے آج کے مسلمان کو اپنی دینی ذمہ داریاں سمجھنا اور نبھانا پڑیں گی تاکہ خلافت کا نظام رائج ہو سکے۔

نماز عشاء کے بعد سوال و جواب کی نشست منعقد ہوئی۔ جناب شمیم صاحب نے حاضرین کے سوالات کے جواب دیئے اس پروگرام میں تقریباً ۱۵۰ افراد نے شرکت کی جو کہ ایک حوصلہ افزا تعداد تھی۔ نماز عشاء کے بعد جناب ڈاکٹر احمد افضال کے خطاب ذرائع ابلاغ اور قرآن کے موضوع پر ویڈیو کیسٹ دکھائی گئی حاضرین نے احمد افضال صاحب کی معلومات سے بھرپور تقریر کو بہت پسند کیا۔

کھانے کے بعد رفیق تنظیم اسلامی گوجر خان کا ایک خصوصی پروگرام شروع ہوا۔ اس میں جناب اللہ دتہ، چوہدری امین، جناب مختار صاحب، جناب ریاض صاحب اور راقم نے مختلف موضوعات پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

نماز فجر کے بعد نماز کے بارے میں مذاکرہ ہوا۔ اس کے بعد جناب مشتاق حسین امیر تنظیم گوجر خان نے پروگرام کے اختتام کا اعلان کیا۔ (رپورٹ: ظفر اسلام)

قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں تجوید القرآن کی اختتامی تقریب

قرآن اکیڈمی کے ملازمین اور قرآن کالج کے طلباء کی خواہش پر قرآن کی درستگی کے لئے ایک دوماہی تجوید القرآن کلاس کا یکم اکتوبر سے آغاز کیا گیا۔ مدرس کے فرائض قاری محمد جاوید نواز نے سرانجام دیئے۔ ۲ دسمبر ۹۹ء کو اس کلاس کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ نائب امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے تقریب کی صدارت کی۔ مہمان خصوصی قاری منظور احمد صفدر تھے۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جس کی سعادت قاری شمس الرحمٰن نے حاصل کی۔ کلاس کے منتظم اور ہاسٹل وارڈن محمد اقبال صاحب نے تجوید کی کلاس کا تعارف اور کورس کے مقاصد پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں کلاس کے طلباء عبدالخالق، محمد یاسر اور محمد عامر نے آزمائشی طور پر حاضرین کے سامنے قرآن پاک کی تلاوت کی۔ کلاس کے دوسرے طلباء چوہدری رشید صاحب، محمد عارف، منصور اقبال رضوی اور ندیم نے کورس کے بارے میں اظہار خیال کیا۔ اس کے بعد تجوید کے مدرس کو اظہارِ خیال کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے مہمان خصوصی اور صدر محفل کا تعارف کروایا۔ کلاس کے طلباء کی کارکردگی، تجوید کی اہمیت و ضرورت کے بارے میں حاضرین اور طلباء کو آگاہ کیا۔ بعد ازاں صدر محفل اور مہمان خصوصی نے طلباء میں اسناد تقسیم کیں۔ ۳۱ طلباء نے اسناد حاصل کیں جن کے نام یہ ہیں: محمد اقبال، عبدالمتین مجاہد، قمرزمان عباسی، محمد شہزاد احمد، ملک منور احمد، عبدالخالق، محمد عارف ہارون، محمد شفیق، محمد زمان، عبدالمالک، منصور اقبال رضوی، حافظ عبدالرزاق، ممتاز بخت، محمد عارف، محمد صابر، شاہنواز، خرم محمود، چوہدری عبدالرشید، مقصود احمد، سلطان سکندر، جہاں زیب، عمیر ملک، شبیر حسین، یاسر تاج، خلیل احمد، محمد ندیم، محمد عامر خان، یاسر وحید، محمد وقاص، رضوان احمد، محمد اشرف شکوری۔ پہلی، دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء میں اسناد تقسیم کے علاوہ انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔ اول محمد عامر خان اور عبدالخالق، دوم محمد عارف اور ممتاز بخت سوم رہے۔ تقسیم اسناد کے بعد مہمان خصوصی قاری منظور احمد صفدر نے اپنی دلنشیں آواز میں حاضرین کو تلاوت قرآن سے محظوظ کیا۔ بعد ازاں جناب حافظ عاکف سعید نے صدارتی کلمات ارشاد فرمائے۔ تقریب کا اختتام دعائیہ کلمات پر ہوا۔ آخر میں چائے و دیگر لوازمات سے مہمانوں کی تواضع کی گئی۔

(رپورٹ: ذیشان دانش خان)

تنظیم اسلامی کے وفد کا دورہ افغانستان

تنظیم اسلامی کے چار رکنی وفد نے افغانستان کا ۹/۱ اکتوبر سے ۱۵/۱ اکتوبر ۹۹ء تک مطالعاتی دورہ کیا۔ یہ تنظیم اسلامی کے وفد کا دوسرا دورہ تھا۔ اس وفد میں ڈاکٹر عبدالخالق ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان، راقم، ڈاکٹر محمد اقبال صافی اور مولانا عبدالحلیم شفیق شامل تھے۔ وفد پشاور سے تقریباً سوا چھ بجے اقبال صافی کے گاؤں طورخم کے لئے روانہ ہوا۔ ہم گاڑی چھوڑ کر پیدل ہی طورخم سرحد کو عبور کر کے افغانستان میں پاکستانی وقت کے مطابق تقریباً ساڑھے بارہ بجے داخل ہوئے۔ اور رات سوا آٹھ بجے ٹیکسی کے ذریعے سپین زر ہوٹل پہنچے۔

۱۰/۱ اکتوبر کی صبح پہلے ہم وزارت خارجہ میں الحاج ڈاکٹر عبدالستار پکتیس سے ملاقات کے لئے گئے۔ ساتھ ہی وزارت خارجہ کے ایک اور افسر محترم احمد ضیاء شریفی سے بھی ملاقات ہوئی۔ ڈاکٹر عبدالستار صاحب کے ساتھ باہمی دلچسپی کے امور اور خیرسگالی کے جذبات کا تبادلہ ہوا۔ سابقہ پاکستانی حکومت کے طالبان مخالف رویہ پر افسوس کا اظہار کیا گیا۔ یہ ملاقات تقریباً آدھ گھنٹہ سے پون گھنٹہ رہی۔ پھر مولانا جلال الدین حقانی صاحب سے ملاقات کی گئی۔ ان کے دفتر میں ملاقاتیوں کا ہجوم تھا اس کے باوجود ہمیں اجازت دے دی گئی۔ مولانا جلال الدین حقانی دو دفعہ امیر محترم سے ملاقات کر چکے ہیں۔ مولانا صاحب نے بتایا کہ مولانا قاضی عبداللطیف صاحب ٹانک والے بھی آئے ہوئے ہیں۔ ان کی رات کے کھانے کی دعوت کی گئی ہے۔ وفد کے اراکین کو بھی اس دعوت میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ بعد میں رفیق تنظیم اسلامی محترم تجمل حسین میر صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جو کہ آجکل افغانستان آئے ہوئے تھے۔

نماز مغرب ہوٹل میں ادا کی۔ نماز کے لئے ہوٹل سپین زر میں سابقہ لاؤنج اور BAR کو مسجد بنایا گیا ہے اور ہوٹل کے مینجر جو کہ مدینہ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہیں خود نماز پڑھاتے ہیں۔ مغرب کے بعد ہم قاضی عبداللطیف صاحب کے ہمراہ جلال الدین حقانی صاحب کی رہائش گاہ گئے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ وہ یک نکاتی ایجنڈے پر دینی قوتوں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے ان کو اسلامی متحدہ انقلابی محاذ اور اس ضمن میں کی گئی کوشش سے آگاہ کیا۔ مولانا جلال الدین صاحب نے پرتکلف دعوت کا اہتمام کیا تھا۔

۱۱/۱ اکتوبر ۹۹ء کو صبح ساڑھے دس بجے عبدالسلام حنیفی صاحب نائب وزیر وزارت معارف (وزارت تعلیم) سے ملاقات کی گئی انہوں نے کہا کہ مجھے انجمن خدام القرآن کے دعوت نامے مل چکے ہیں مگر ملاقات اور دورہ پاکستان کے لئے یہ دعوت وزارت خارجہ کے ذریعہ سے ارسال کی جائے۔

نجی طور پر میں دعوت نامہ قبول نہیں کر سکتا۔ قارئین ندا کے لئے عرض ہے کہ سابقہ دورۂ افغانستان کے بعد مولانا کو قرآن کالج میں ایک خطاب کے لئے دعوت دی گئی تھی۔ مولانا حنیفی صاحب نے بتایا کہ تعلیمی پالیسی کو فی الحال حتمی شکل نہیں دی گئی ہے۔ بچوں کے ساتھ بچیوں کی تعلیم کا سلسلہ کا آغاز ہو چکا ہے اور یہ کام سفید ریش بزرگ اساتذہ اور خواتین اساتذہ کے سپرد ہے۔ جہاں کہیں عمارت ہے تو وہاں پر یہ کام ہو رہا ہے ورنہ صبح کے اوقات میں نماز ظہر سے قبل مساجد کو اس کام کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ وفد نے ایک جگہ ایک سکول بس کو دیکھا جس میں بچیاں سکول جا رہی تھیں۔ خواتین اساتذہ کے بارے میں بتایا گیا کہ ان کو فارغ نہیں کیا گیا بلکہ ان کو ماہوار تنخواہ دی جا رہی ہے۔ میٹرک تک یکساں تعلیم ہو گی جبکہ میٹرک کے بعد خصوصی تعلیم ہو گی۔ میٹرک تک دینی مدارس اور عصری مدارس کو اکٹھا کیا جائے گا۔ یہ ملاقات تقریباً پون گھنٹہ جاری رہی۔ امیر محترم کی ملا عمر مجاہد سے ملاقات کی راہ ہموار کرنا اس دورۂ کے مقاصد میں سے اہم ترین مقصد تھا۔ مشورہ سے یہ طے کیا کہ جن افراد سے ملاقات ہو ان کے لئے امیر محترم کا لٹریچر ان کے دفاتر میں تعارفی خط کے ساتھ چھوڑ دیا جائے۔ اس غرض کے لئے سب سے پہلے وزیر معدن و صنعت مولوی احمد جان سے نہایت ہی خوشگوار ماحول میں ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان میں معدنیات کی بہتات ہے مگر وسائل کی کمی کے باعث ہم اس معاملے میں کوئی خاص کام نہیں کر پائے۔ انہوں نے کہا کہ وہ پاکستانی صنعت کاروں کو ہر قسم کا تحفظ دینے کے لئے تیار ہیں اگر وہ افغانستان کے غیر فعال کارخانوں کو دوبارہ روبہ عمل لانے کو تیار ہوں۔ اس ملاقات میں سیکرٹری وزیر معدن عبدالغفور افغانی صاحب بھی موجود تھے۔ موصوف علامہ اقبال کے شیدائی ہیں۔ ملاقات کے آخر میں امیر محترم کے کتابوں کا سیٹ وزیر معدن کر دیا گیا۔ عبدالغفور صاحب کو اردو اور انگریزی کتب کا سیٹ دیا گیا۔ عبدالغفور صاحب نے خصوصاً خطبات خلافت کے اردو ایڈیشن کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے "اسلام میں عورت کا مقام" کو افغانستان کے لئے ایک گرانقدر کتابچہ قرار دیا جس سے راہنما اصول اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

کابل شہر میں بعد نماز عصر لوگ دکانوں اور کاروبار کو سمیٹنا شروع کر دیتے ہیں اور مغرب تک تمام بازار اور لین دین بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ البتہ صرف ہوٹل اور ریسٹورنٹ کھلے ہوتے ہیں جہاں پر بعد نماز مغرب بہت "رش" ہوتا ہے۔ لہٰذا فیصلہ کیا گیا کہ سیر کے لئے نماز عصر سے پہلے ہی نکلا جائے۔ حیات اللہ حیاتی صاحب سے بعد نماز عصر ملاقات ہوئی وہ قبل ازیں انگریزی سیکھنے کی کلاس میں تھے جو کہ لازمی قرار دیا گیا ہے تاکہ اہم وفود سے ابلاغ ہو سکے۔ اس کا اہتمام وزارت خارجہ نے کر رکھا ہے اور اسے درس کہا جاتا ہے۔ مولانا پر عزم تھے کہ انگریزی سیکھ کر رہیں گے اور یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ بعد ازاں ٹیکسی کے ذریعے کابل شہر کی سیر کی گئی۔ شہر کی تباہی و بربادی سے دل دہل گئے۔ چوتھے روز ہم نائب وزیر اطلاعات کے دفتر گئے اور ملاقات کے لئے وقت مانگا۔ مولانا عبدالرحمٰن احمد ہوتک صاحب نے فوراً وقت دیا۔ موصوف امیر محترم اور ان کی خدمات سے بخوبی واقف ہیں۔ مولانا موصوف کو کتب کا سیٹ دیا گیا۔ اس کے بعد ہم وزیر مالیات سے ملاقات کے لئے روانہ ہوئے۔ وزیر مالیات ملا محمد طاہر انوری صاحب سے مفید ملاقات رہی جس میں انہوں نے اسلامی مملکت کے ذرائع آمدن کا ذکر کیا جو کہ فی الحال محدود مدوں سے آ رہی ہے مثلاً روڈ ٹیکس، کسٹم، دوکانوں کا مالیہ عشر و زکوٰۃ اور بعض سرکاری املاک کا کرایہ۔ وزیر مالیات نے یہ بھی بتایا کہ محکموں کا بجٹ باقاعدہ بنایا جاتا ہے اور شہداء' یتامیٰ اور معذورین کے لئے ایک وزارت ہے جو کہ صرف ان لوگوں کی بحالی کا کام کرتی ہے یہ بھی وضاحت کی کہ بے گھر کو گھر اور نادار لوگوں کو معاشی یا وظیفہ مہیا کیا جاتا ہے۔ بہرحال یہ کام ابھی بالکل ابتدائی مرحلے میں ہے اور محدود پیمانے پر ہو رہا ہے۔ یہ ملاقات پون گھنٹہ تک جاری رہی۔

بعد نماز ظہر ہم ضرب مومن اخبار کے نمائندہ کابل عبدالہادی ملاخیل صاحب سے ملاقات کے لئے ان کے دفتر گئے۔ عبدالہادی صاحب پاکستان میں اور پھر لاہور میں ایک طویل وقت گزار چکے ہیں اس وقت وہ مولوی خالص صاحب کے ساتھ تھے۔ اور لاہور سے ان کی پارٹی کی طرف سے ایک اخبار شائع کرتے تھے۔ عبدالہادی صاحب نے بتایا کہ قیام لاہور کے دوران کئی دفعہ امیر محترم سے مل چکے ہیں۔ نماز مغرب کے بعد حرکت المجاہدین کا وفد دوبارہ آیا اور ۱۳/اکتوبر کو ساڑھے آٹھ بجے محاذ جنگ پر جانے کا پروگرام طے پایا۔ ۱۳/اکتوبر کو نماز فجر کے فوراً بعد تجمل حسن میر صاحب ہوٹل تشریف لائے اور یہ اطلاع دی کہ فوج نے ملک کا نظم و نسق سنبھال لیا ہے اور نواز شریف حکومت کو برطرف کر دیا ہے۔ اس موضوع پر بحث جاری رہی۔ پھر محترم محمد موسیٰ محمدی جو کہ چیف جسٹس کے تحت "ریاست ذاتی" کے انچارج ہیں ہم اُن کے ہاں ناشتہ کے بعد تقریباً ساڑھے آٹھ بجے ہوٹل واپس آئے۔ اس کے بعد ہم محاذ جنگ کے لئے روانہ ہوئے جو کہ کابل شہر سے تقریباً ۳۰ سے ۴۰ منٹ کی مسافت پر ہے۔ ہمارے میزبان شوکت حیات صاحب تھے جنہوں نے راستے میں طالبان' مسعود اور حرکت المجاہدین کے جنگی واقعات سے آگاہ کیا۔

اس دوران ہم حرکت المجاہدین کے زیر کنٹرول ایک چوکی پہنچے۔ جہاں سے ۱۱ بجے واپسی ہوئی۔ پھر ساڑھے بارہ بجے ہم کابل شہر سے جلال آباد کے لئے روانہ ہوئے سوا آٹھ بجے وہاں پہنچے اور قاری سعید صاحب کے مدرسہ میں قیام کیا۔ قاری سعید صاحب وسیع النظر عالم دین ہیں۔ اور جلال آباد میں ننگرہار یونیورسٹی اور جلال آباد میڈیکل کالج میں معلم بھی ہیں۔ ان کے ساتھ باہمی معاملات اور پاکستان کی تبدیل شدہ صورت حال پر تبادلہ خیال ہوا۔ ان کے والد محترم اور دیگر اساتذہ سے بھی ملاقات ہوئی۔

۱۴/اکتوبر ۹۹ء کو ناشتہ کے بعد طورخم کے لئے عازم سفر ہوئے اور ساڑھے دس بجے پاکستان میں داخل ہوئے۔ دوپہر ایک بجے کے لگ بھگ ہم ڈاکٹر محمد اقبال صافی کی رہائش گاہ پہنچے۔ نماز ظہر اور کھانے کے بعد ڈاکٹر عبدالخالق صاحب لاہور کے لئے عازم سفر ہوئے۔ یوں الحمدللہ تمام سفر بخیریت و عافیت اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب: میجر(ر) فتح محمد)

بقیہ: حاصل مطالعہ

ان کے کٹر سے کٹر دشمن بھی جھٹلانے کی جرأت نہ کر سکے۔

۵) مقصود حقیقی۔ صرف فلاحِ اُخروی

ایک اور چیز جو انبیاء علیہم السلام کے طریق کار کو عام اہل دنیا کے طریقہ ہائے کار سے نمایاں کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کی تمام جدوجہد میں مطلوب و مقصود کی حیثیت صرف خدا کی خوشنودی اور آخرت کی کامیابی کو حاصل ہوتی ہے۔ اس چیز کے سوا کوئی اور چیز ان کے پیشِ نظر نہیں ہوتی۔ اگرچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ان کی جدوجہد کی کامیابی سے اللہ کے دین کو اور دین کے لئے کام کرنے والوں کو دنیا میں بھی غلبہ اور تفوق حاصل ہوتا ہے لیکن وہ اس بات کی دعوت کبھی نہیں دیتے کہ آؤ حکومت الٰہیہ قائم کرو یا اقتدار حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کرو۔ بلکہ دعوت صرف اللہ کے دین پر چلنے اور اس پر چلانے ہی کی دیتے ہیں۔ اس لئے کہ آخرت کی کامیابی حاصل کرنے کے لئے خدا کے دین پر چلنا اور اسی پر دوسروں کو بھی چلنے کی دعوت دینا شرط ضروری ہے۔

ضرورت رشتہ

لاہور میں مقیم ارائیں خاندان سے تعلق رکھنے والی ایک ۲۳ سالہ باپردہ دوشیزہ' ٹاؤن پلانر انجینئر (گولڈ میڈلسٹ) کے لئے موزوں رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

رابطہ: صفہ پبلشرز' ۱۹۔اے' ایبٹ روڈ لاہور
فون: 6307269

☆ ☆ ☆

۳۴ سالہ باپردہ خاتون' تعلیم انٹر' خلع یافتہ کیلئے مناسب رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔

رابطہ: سید یونس' دفتر تنظیم اسلامی وسطی نمبر ۲' مکان نمبر بی۔۱۹' گلشن یاسین فیڈرل بی ایریا بلاک ۸' یاسین آباد کراچی

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

Vol:8 Regd. CPL No. 127 No.49

WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

فضائل ومسائل

اعتکاف' شب قدر' فطرانہ

اعتکاف :

رمضان کے آخری عشرے میں بیسویں تاریخ کے دن چھپنے سے ذرا پہلے سے عید کا چاند نظر آنے تک مرد کا مسجد میں اور خواتین کا گھر میں ایک جگہ مخصوص کر کے اس جگہ پابندی سے جم کر بیٹھنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان کو دس دن اعتکاف فرمایا کرتے تھے پھر جب وہ سال آیا۔ جس میں آپؐ کی وفات ہوئی' آپؐ نے بیس دن اعتکاف کیا۔ (بخاری)

مولانا محمد یوسف اصلاحی نے اپنی تالیف آسان فقہ جلد دوم میں اعتکاف کی تعریف یوں بیان کی ہے "لغت میں کسی جگہ میں بند ہونے یا کسی مقام پر ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں' شریعت کی اصطلاح میں اعتکاف سے مراد یہ ہے کہ آدمی دنیوی تعلقات و مصروفیات اور نفسانی خواہشات سے بے تعلق ہو کر' فکر و عمل کی ساری قوتوں کو خدا کی یاد اور عبادت میں لگادے گویا سب سے الگ تھلگ ہو کر خدا کے پڑوس میں جابسے"۔

حافظ ابن قیمؒ اعتکاف کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"اعتکاف کی روح اور اس کا مقصود یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو جائے' ہر فکر اس کی فکر میں ڈھل جائے اور ہر احساس و خیال اس کے ذکر و فکر اور اس کی رضا اور قرب کے حصول کی کوشش کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے"۔

شب قدر :

شب قدر سے مراد وہ بابرکت رات ہے جب قرآن نازل ہوا۔ سورۃ القدر میں فرمایا گیا کہ یہ رات ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ ایک مومن صادق کے دل میں تمنا ہونی چاہئے کہ وہ اس رات کی تلاش کرے اور اس رات میں عبادت کا اہتمام کرے تاکہ اس کی فضیلت حاصل کر سکے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ رات سال میں ایک بار آتی ہے لیکن اس کا کوئی دن یا تاریخ معین نہیں گویا یہ ہر سال مختلف راتوں میں بدل بدل کر آتی ہے۔ باہمت لوگ تو سارا سال رات کا کچھ نہ کچھ حصہ قیام و تلاوتِ قرآن میں گزار کر اس رات کو تلاش کرتے ہیں۔ مگر عام مسلمان بھی اس سعادت سے محروم نہ رہیں اس لئے احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رات رمضان المبارک میں رکھی گئی ہے۔ مزید سہولت کے لئے فرمایا گیا کہ رمضان کے آخری عشرہ میں اسے تلاش کیا جائے' جو اس کی بھی ہمت نہ رکھے وہ کم از کم آخری عشرہ کی طاق راتوں میں قیام الیل کی سعادت ضرور حاصل کرے۔ ایک خیال یہ بھی ظاہر کیا جاتا ہے کہ یہ رات سال میں دو بار آتی ہے۔ ایک رمضان المبارک میں اور ایک رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں کی راتوں میں۔ نماز پنجگانہ کی پابندی اور تہجد کا اہتمام کرنے والوں کے لئے یہ خوشخبری ہے کہ انہیں اس رات کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور مل جاتا ہے۔ کیونکہ باجماعت نماز پڑھنے والے کی دو نمازیں یعنی نماز مغرب اور نماز عشاء اس رات میں پڑھے جانے کے باعث وہ اس رات کے اجر میں سے کچھ حصے کا ضرور مستحق ہو جاتا ہے۔

صدقہ فطر کے ضروری مسائل :

جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہیں لیکن ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال و اسباب ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہو تو اس پر عیدالفطر کے دن تک صدقہ دینا واجب ہے' جسے صدقہ فطر کہتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "رسول اللہ نے زکوۃ الفطر مقرر فرمائی ہے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو' غلام ہو یا آزاد' مرد ہو یا عورت' چھوٹا ہو یا بڑا' یہ ہر مسلمان پر فرض ہے اور آپؐ نے یہ بھی حکم دیا کہ اسے نماز عید کیلئے نکلنے سے پہلے ادا کیا جائے"۔ (بخاری)

ایک "صاع حجازی" تقریباً ڈھائی کلو کے برابر ہوتا ہے۔ گویا ہر فرد کے لئے ڈھائی کلو غلہ یا اس کی قیمت ادا کرنا صدقہ فطر ہے۔ جو حضرات رقم کی صورت میں صدقہ فطر ادا کریں وہ علمائے کرام سے صدقہ فطر کی رقم پوچھ کر ادا کریں۔ صدقہ فطر کے مستحق بھی وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

(مرتب : فرقان دانش)

ملک عزیز کے استحکام کی خاطر اربابِ اقتدار کو چند مشورے

متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کی مجلس شوریٰ کے اجلاس کا پریس ریلیز

لاہور' ۱۶ دسمبر ۹۹ء = ملک کی چار دینی جماعتوں تحریک اسلامی' تنظیم اسلامی' تنظیم الاخوان اور مرکزی جمعیت اہل حدیث پر مشتمل متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں اس بات پر تشویش کا اظہار کیا گیا کہ موجودہ حکومت اجتماعی معاملات میں دین و مذہب کے عمل دخل سے غیر ضروری حد تک اغماض برتنے کی مرتکب ہو رہی ہے۔ چنانچہ اجلاس اس بات کا پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ آئین میں مندرج تمام اسلامی دفعات کے مؤثر ہونے کا فی الفور اعلان کیا جائے۔ خصوصاً قادیانیت کے حوالے سے آئین کی تمام دفعات پر عمل درآمد کیا جانا چاہئے۔

نیز اجلاس ملک کے مقتدر طبقات کو اس جانب توجہ دلانا ضروری خیال کرتا ہے کہ ملک عزیز پاکستان کا ایک خصوصی پس منظر ہے۔ یہ ملک اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا۔ لہٰذا جب تک ملک میں اجتماعی سطح پر اسلام کا نفاذ نہیں ہوگا' استحکام نہیں آئے گا۔ اسلام کے اجتماعی سطح پر نفاذ کے ضمن میں مندرجہ ذیل اقدام ناگزیر ہیں :

i) جاگیرداری اور غیر حاضر زمینداری کا خاتمہ۔

ii) سود اور جوئے کا فوری خاتمہ۔ اس کی موجودگی میں ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالت جنگ میں ہیں جس سے نکلنا ازبس ضروری ہے۔

iii) قوانین شریعت کے نفاذ کیلئے ضروری ہوگا کہ وفاقی شرعی عدالت کے حدودِ کار پر عائد جملہ پابندیاں ختم کر دی جائیں۔

ان اقدامات کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے شامل حال ہوگی۔

افغانستان کی طالبان حکومت کے ساتھ بھی مکمل یکجہتی کا اظہار کیا جائے اور اسکے خلاف کسی امریکی سازش کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے۔ افغانستان سے ملحقہ سرحد کھولنے کے علاوہ انکے منجمد فنڈز کو واگزار کیا جائے اور موجودہ مشکل حالات میں انکی بھرپور معاونت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے معجزانہ انداز میں پاکستان کو ایک ایٹمی قوت بنایا ہے۔ ہمیں اس قوت کی مکمل حفاظت کرنا ہے۔ لہٰذا کسی بھی صورت میں سی ٹی بی ٹی پر دستخط نہ کئے جائیں۔